

## 165761-امام تین و تر، دو تشهد اور ایک سلام کیساتھ پڑھاتا ہے، اور دعائے قوت کے بد لے اجتماعی دعائیں لگاتا ہے۔

### سوال

جس مسجد میں میں نماز پڑھتا ہوں اس مسجد کا امام و ترکی نماز کچھ ایسے پڑھاتا ہے کہ : تین رکعات بالکل مغرب کی نماز کی طرح یعنی : دوسری رکعت میں تشدید کیلئے پیٹھتا ہے، پھر اسکے بعد تیسرا رکعت کیلئے کھڑا ہوتا ہے، اور فاتحہ کے بعد قرآن مجید کی کچھ تلاوت کرتا ہے، پھر اسکے بعد تکبیر کہ کر 2 سے 3 منٹ کیلئے خاموش ہو جاتا ہے، رکوع نہیں کرتا، پھر اسکے بعد ایک بار پھر تکبیر کہ کر رکوع کرتا ہے، اسکے بعد اپنی نماز بغیر کسی دعائے قوت کے مکمل کرتا ہے؛ کیونکہ اس نے نمازو تر سے پہلے ہی دعائیں لی تھی، یعنی نماز تراویح پڑھنے کے بعد اس نے پیٹھ کر اجتماعی دعا کروادی تھی، اس نماز کا کیا حکم ہے؟ کیا اس نماز کی کوئی شرعی دلیل ہے یا نہیں؟ کیا میں اسکے ساتھ صرف تراویح پڑھ کر وتر ایکلیئے پڑھ لوں؟ یا میں وتر اسکے ساتھ پڑھوں؟

یہ بات ذہن نشین رہے کہ میری یہ بہت ہی زیادہ خواہش ہے کہ میرے لئے ساری رات کا قیام لکھا جائے جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مضموم حدیث ہے کہ : (جس شخص نے امام کے جانے تک امام کیساتھ قیام کیا تو اسکے لئے ساری رات کا قیام لکھ دیا جاتا ہے)۔

یہ بات بھی علم میں ہو کہ امام متصب خنی ہے۔

### پسندیدہ جواب

آپکے امام نے نمازو تر تین رکعات دو تشهد اور ایک سلام کیساتھ پڑھائی ہے یہ ان مشور مسائل میں سے ہے جن کے بارے میں جمورو اور اخاف کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے، اور ہمارے نزدیک اس انداز سے نمازو تراویح کرنا مکروہ ہے، چنانچہ تین رکعت و تراویح کرنے کے دو شرعی طریقے ہیں وہ یہ ہیں :

پہلا طریقہ : تین رکعت کو ایک ہی تشدید کیساتھ پڑھا جائے۔

دوسرा طریقہ : کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھر دے، اور پھر ایک رکعت و تراویح کرے۔

آپکو ان دونوں طریقوں کی تفصیل مع دلائل سوال نمبر : (46544) کے جواب میں ملے گی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازو ترکی تین رکعات کو دو تشهد اور ایک سلام کیساتھ نماز مغرب کی طرح پڑھنے سے منع فرمایا ہے، اور ہم نے اس کیفیت سے ممانعت کے متعلق علمائے کرام کے فتاویٰ جات سوال نمبر : (72246) اور (26844) کے جوابات میں ذکر کئے ہیں۔

دوم :

آپکے امام صاحب نے قراءت کے بعد اور رکوع سے قبل تکبیر کہی، اور کوئی [دعایا] ذکر نہیں کیا بلکہ خاموش کھڑے رہے، یہ بد عتی عمل ہے، اسکی کوئی دلیل نہیں ہے، چنانچہ قراءت کے بعد تکبیر کسی پر رکوع کرنا ہوتا ہے، تکبیر کے بعد خاموشی / کوئی ذکر نہیں ہوتا، پھر رکوع کیلئے ایک اور الگ سے تکبیر نہیں کی جاتی جیسے کہ آپ کے امام نے کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے طریقہ کا رجس پر آپ کے صحابہ نے بھی عمل کیا، اس میں اس قسم کی کوئی چیز نہیں تھی، چنانچہ آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ اسے نصیحت کریں، اور اتباع سنت کیلئے اسکی راہنمائی کریں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عام چال چلن، اور خصوصی طور پر نماز میں اقتدار کی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی ہے کہ: (ایسے نماز پڑھو جیسے کہ مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو) بخاری: (605)

اور قوت و ترکے بارے میں مسئلہ ہم نے سوال نمبر: (14093) کے جواب میں بیان کر دیا ہے۔

سوم:

دعائے قوت نماز و ترک سے پہلے پیٹھ کر مانگنے کی احادیث مبارکہ میں کوئی دلیل نہیں ہے، احادیث مبارکہ میں نماز و ترک میں دعائے قوت کا ذکر ملتا ہے، وتروں سے پہلے نہیں، چنانچہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتروں میں کہنے کیلئے کچھ کلمات سیکھائے: (اللَّمَّا آتَيْنَا فِيهِنَّ بَهْرَيْتَ... احادیث) اس حدیث کو ابو داود (1214)، ترمذی: (426)، اور نسائی (1725) نے روایت کیا ہے، اور ابی فیض رحمہ اللہ نے "صحیح سنن نسائی" میں اسے صحیح کہا ہے۔

ہم آپ کے لئے یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ:

آپ اس امام اچھے انداز میں نصیحت کریں، شاید کے وہ آپکی بات مان لے، اور خود ساختہ اعمال ترک کر دے، اور اگر وہ اپنی ڈگر پر ٹکارہے تو آپ اسکے پیچے نماز اسی صورت میں ترک کر سکتے ہیں کہ آپ کسی ایسے امام کے پیچے نماز پڑھیں تو ابھی شکل و صورت اور نماز میں سنت کا پیر و کار ہو، اور اگر ایسا امام نہ ملے تو آپ اسی کے پیچے نمازیں پڑھیں، اسکی بدعت کا نقصان اُسی کو ہو گا، اور آپ کو ساری رات قیام کا ان شاء اللہ اہر مل جائے گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح بخاری میں کتاب الآذان میں کہا ہے کہ: باب ہے: "فتنہ پور، اور بد عقی کی امامت کے بارے میں" اور حسن بصری کہتے ہیں کہ: [اسکے پیچے] نماز پڑھو، اسکی بدعت اُسی پر ہو گی۔

اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ: (نماز آدمی کے تمام اعمال میں سب سے عمدہ چیز ہے جب لوگ عمدہ کام کریں تو تم بھی عمدہ کام کرو، اور جب وہ برا کام کریں تو ان کی برائی سے عیمہ رہو) انتہی

اس امام نے امام ابو حنیفہ کیلئے تعصب کا اظہار کیا، تو مسلمان پر واجب ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہو، چاہے اس کی زد میں کسی بھی شخص کی مخالفت ہوتی ہو۔

چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

"تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس شخص کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت واضح ہو گئی تو اس کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ کسی بھی شخص کے قول کی وجہ سے سنت کو ترک کر دے"

تمام مسلم ائمہ کرام کے اجتہادات ہیں، اور جو اجتہاد میں کامیاب رہے تو اسکے لئے دوہر اجر ہے، اور اگر اجتہاد میں غلطی کا شکار ہو جائے تو ایک اجر ضرور رہے، جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (جب کوئی فیصلہ کرنے والا فیصلہ خوب تگ دو ویسا تھا فیصلہ کرے، اور فیصلہ صحیح ہو جائے تو ایسے شخص کو دوہر اجر ملے گا، اور اگر فیصلہ کرنے والا غلط فیصلہ کر بیٹھتا ہے تو اسے ایک اجر ملے گا) بخاری: (7652)، مسلم: (1716)

یہی وجہ تھی کہ ائمہ کرام اتباع کتاب و سنت کا زیادہ حرص کیسا تھا اہتمام کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے ہمیں یہ حکم دیا کہ اگر انکے اجتہادی اقوال سنت سے متفاہم ہوں تو ہمارے اقوال کو پچھوڑ دیا جائے۔

اور اس قسم کے اقوال آپ کو اباؤ رحمہ اللہ کی کتاب : "صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" میں ملے گے، لیکن ہم یہاں پر ان میں سے صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے چند اقوال ذکر کرتے ہیں۔

آپ رحمہ اللہ کستے ہیں کہ :

"اگر حدیث صحیح ثابت ہو تو وہ میر امذہب ہے"

اور فرمایا :

"جب تک کوئی ہمارے اقوال کے ماند، مصادر [یعنی دلائل] نہیں جانتا اس وقت تک اس کلینے ہمارے اقوال اپنا جائز نہیں ہے"

اسی طرح فرمایا :

"جب میں کوئی بات کہوں جو کتاب اللہ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے سے متفاہم ہو تو میری بات کو پچھوڑ دینا۔"

چنانچہ ہمیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ خود ہی قرآن و سنت کی اتباع کا حکم دے رہے ہیں، اور اپنے اجتہاد کیسا تھا کہ ہوئے متفاہم اقوال کو پچھوڑ نے کا کہہ رہے ہیں۔

اس سب کے باوجود ہم آپکی آراء کلینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیسے ترک کر دیں؟ اگر یہ متصب امام، ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بات کو سچے دل سے مانتا تو سنت پر عمل کرتا، اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو ترک کر دیتا، جیسے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے خود ہی اس بات کا حکم دیا ہے۔

واللہ اعلم.